عصرِ حاضر کا اِیرانی سماج

میرے حالیہ دَورہ اِیران کے آئینے میں

فارسی ادب کے ایک ادنیٰ طالب علم کی حیثیت سے زیرِ نظر موضوع کیساتھ انصاف کرنا میرے لئے انتہائی دشوار ہے۔ کیونکہ زیر بحث موضوع وسعت مطالعہ اور برمحل تحقیق کا مطالبہ کر رہا ہے۔ اصل میں میرا حالیہ دورۂ ایران فارسی زبان و ادب سے متعلق بائیسویں دورۂ دانش افزائی میں شرکت کرنے کی غرض سے تھا جو تہران میں تقریباً ایک ماہ تک جاری رہا اور جس میں پندرہ ملکوں کے تقریباً ایک سو دس مندوبین نے شرکت کی۔ تہران میں اپنے قلیل مدتی قیام کے دوران جو کچھ میرے مشاہدہ میں آیا اور جو چیزیں بطور تجربے کے حاصل ہوئیں اُنہیں قارئین حضرات کی خدمت میں پیش کر کے انہیں اپنے خیالات میں اپنا سہیم بنانا چاہتا ہوں۔ زیرِ نظر موضوع کیساتھ انصاف کرنے میں میں کتنا کامیاب ہوا ہوں اسکا اندازہ قارئین حضرات اور سماجی ماہرین کے زرین خیالات سے لگایا جاسکتا ہے۔ جسکا مجھے انتظار رہے گا۔

• ڈاکٹر غلام رسول جان ریڈر مرکز مطالعات وسط ایشیا دانشگاہ کشمیر سرینگر

Scanned with Oken Scanner

ایران اپنی تہذیب و تمدن اور ثقافت کے اعتبار سے دنیا کے قدیم ترین ملکوں میں شمار ہوتا ہے۔ یہاں کی سرزمین بشری تہذیب کی آماجگاہ رہی ہے اور انسانی تاریخ تمدن میں اسکا نام ہمیشہ سنہری حروف میں لکھا جائے گا دنیا کے سیاسی نقشہ پر اسکی عظیم سلطنتوں کی صدائے بازگشت آج بھی تاریخ میں سنائی دیتی ہے اور سیاسی بساط پر جب کبھی ایرانیوں کو بیرونی حکمرانوں کے ذریعے مات کھانی پڑی تو اپنی تہذیب و تمدن کی حرارت اور اپنی شاندار ثقافت کے بل پر انہیں متاثر کئے بناء نہ رہ سکے وہ چاہیئے خود کسی متمدن قوم کا ہی حملہ کیوں نہ ہو جو سکندر اعظم جیسے عظیم بادشاہ کی سرکردگی میں کیا گیا ہو یا "تہذیب و تمدن سے عاری عربوں کا دوسو سالہ دور تسلط" یا کہ[۱] چنگیزیوں کی بربریت، غرض ایرانیوں نے تو اپنی وسیع و عریض سرزمین پر غیر ملکیوں پر حکومت کے در تو واکئے لیکن اپنی تہذیب و تمدن اور ثقافت کے دریچوں میں انہیں بند کئے بناء نہ رہ سکے اور انہیں اسقدر متاثر کیا کہ زندگی کے مختلف پہلوؤں میں وہ گویا ان کیلئے جزولاینفک بن گئے۔

آج بھی جب ایرانیوں کا تذکرہ سامنے آتا ہے تو ذہن فوراً ایک متمدن قوم کی طرف منتقل ہوجاتا ہے جو اپنے اندر صدیوں سے چلی آرہی ایک ایسی روایت کی دلالت کرتا ہے جو اپنی تہذیبی شائستگی اور ثقافتی بوقلمونی میں پروان چڑھی۔ ایرانی قوم اپنی تہذیب و تمدن کے دھارے میں نئی جہتیں اور نئی وسعتیں تلاش کرتے ہوئے وقت کی رفتار کے ساتھ ساتھ آگے تو نکل گئے لیکن عہد حاضر کا ایرانی سماج اپنے ثقافتی ورثہ اور تہذیبی اقدار کو برقرار رکھے ہوئے ہے اور اسے کسی بھی قیمت پر اپنے ہاتھ سے جانے نہیں دیتے۔ ایک ایرانی آج بھی اپنی تہذیبی شائستگی، متانت خندہ پیشانی، حسن سلوک اور مہمان نوازی کا بھرپور مظاہرہ کرتا ہے جو گویا اسکی زندگی کا خاص حصہ بن گیا ہے ہر ایرانی فرض شناسی کے جوہر سے آراستہ ہے اور اس سے غفلت نہ برتنا اسنے اپنی زندگی کا شعار بنالیا ہے وہ وقت کی قدر و قیمت کرنا جانتا ہے اور اسکی پابندی اسکے ہاں لازمی ہے ہر کام میں تعجیل کو ناپسند کرتا ہے

---

۱ یہ مصنف کی اپنی رائے ہے

Scanned with Oken Scanner

لہٰذا عجلت اور جلد بازی کو شیطان کا دوسرا روپ دھلنا خیال کرتا ہے فرصت کو غنیمت جانتا ہے لیکن بی وقت اور بی ہنگام کسی کا نازل ہونا اسکے ہاں معیوب ہے ایک ایرانی کافی مہمان نواز ہے لیکن بن بلائے مہمان کو اک بلائے ناگہانی تصور کرتا ہے۔ ایرانی معاشرہ میں دھوکہ دہی حرام ہے عیاری اور مکاری کو ناپسند کیا جاتا ہے۔ تعارف اسکے ہاں بہت زیادہ ہے۔ ایک ایرانی کو کورپٹ معاشرہ سے واسطہ نہیں ہے لیکن خود بخشش کا طلبگار ضرور ہے۔

نازک مزاجی ہر ایرانی کا گویا ایک خاص حصہ ہے یہ نزاکت اسکے گفتار، رفتار اور دیگر چیزوں سے بھی عیاں ہے۔ صفائی و پاکی کو نصف ایمان جانتے ہوئے اپنے گھر اور آس پاس کے ماحول کو کثافت اور گندگی سے دور رکھنا اسکا جزو ایمان ہے۔ سڑکیں، گلی کوچے اور دیگر شاہراہیں نہایت ہی عمدگی سے بنی ہوئی ہیں۔ سڑکوں کے دونوں کناروں پر درخت، پھولوں کی کیاریاں اور چھوٹی چھوٹی نہریں بہتی ہیں۔ چوراہوں کے بیچ میں باغ نما چوک بنے ہوئے ہیں جنہیں میدان کا نام دیا جاتا ہے۔ سڑکوں کے آس پاس خالی پڑی ہوئی زمین کو باغیچوں میں تبدیل کیا گیا ہے۔

دکان اور دیگر تجارتی مراکز بڑے دیدہ زیب ہیں۔ سڑکوں اور دکانوں کے بیچ میں ایک فاصلہ رکھا جاتا ہے جس میں پیدل چلنے والوں، صاف پانی کی چھوٹی چھوٹی نالیوں پھولوں کی کیاریوں تک کی گنجائش رکھی جاتی ہے۔ سڑکوں پر معمول کا آمد و رفت دکانوں پر کسی طرح خلل انداز نہیں ہوتا ہے دکانوں پر چیزیں نہایت ترتیب کیساتھ رکھی جاتی ہیں گاہک اپنی پسند اور مرضی کے مطابق چیزوں کو چُن لیتا ہے۔ چیز زیادہ تر ڈبہ بند ہوتی ہے اور دام عموماً چیزوں پر لکھے ہوتے ہیں۔ بڑے بڑے شہروں میں تجارتی مراکز اور دکانوں پر مردوں کیساتھ ساتھ لڑکیاں بھی دکانداری کے عمل میں مصروف ہیں۔

اپنے روایتی لباس سے عاری ہر ایرانی یورپین لباس کی تقلید کئے ہوئے ہے دوسرا کوئی لباس پہننا اسکے نزدیک ناخوشی کا باعث ہے۔ لیکن وہ خوش پوش ضرور ہے۔ ہر

ایرانی روایتی یا سنتی غذا کھانے کو باعث فخر سمجھتا ہے۔ اسکے ہاں روایتی کھانوں میں گوشت آب بہت زیادہ مشہور ہے۔ انکے گھروں میں عموماً روایتی کھانے پکتے ہیں لیکن دوسری قسم کی غذا کھانے کا بھی معمول ہے۔ ایرانی لوگ ناشتے میں کچی پنیر کھانا بہت پسند کرتے ہیں۔ کھانا عام طور پر پکا کر نہیں کھایا جاتا ہے بلکہ کچی سبزیاں کھانے کا رواج عام ہے چلو مرغ اور چلو کباب ایرانی غذاؤں میں نہایت اہمیت کا حامل ہے۔ پھلی کو بُنے ہوئے ٹماٹروں کے ساتھ کھانے کو بہت پسند کرتے ہیں۔ ایرانی معاشرہ میں ہر قسم کے گوشت کا استعمال مختلف طریقوں سے کیا جاتا ہے۔ بھینس، گائے، بھیڑ اور بکرے کا گوشت کھانے کا رواج عام ہے۔ چاول کیساتھ ساتھ روٹی کا استعمال بہت زیادہ کیا جاتا ہے ہر ایرانی دوپہر میں بھاری بھر کم کھانا کھاتا ہے لیکن شام کو کم ہی غذا کھایا جاتا ہے دوپہر کے کھانے کے بعد انکے ہاں کچھ دیر آرام کرنے کا بھی معمول ہے۔ گھروں میں عام طور پر کھانا دسترخوان کو بچھا کر کھایا جاتا ہے ہاتھ سے کھانا کھانے کا رواج شاذ و نادر ہی دکھائی دیتا ہے۔ عام طور پر چھری کانٹوں کا استعمال کیا جاتا ہے۔ ایرانی لوگ بغیر شیر و شکر کی چائے پینے کے عادی ہیں۔ انکے ہاں چائے کا دور ہر وقت چلتا رہتا ہے گھر میں آئے ہوئے مہمانوں کا استقبال چائے، خشک میوؤں اور تر و تازہ پھلوں سے کیا جاتا ہے۔

عصر حاضر کے ایرانی سماج میں نشہ آور چیزوں کے استعمال سے پرہیز کیا جاتا ہے۔ لوگ تمباکو نوشی کا شوق ضرور رکھتے ہیں اور اس کی روایت ایرانی معاشرہ میں بہت پہلے سے رہی ہے۔ ایران کے سنتی قہوہ خانوں میں حقہ پینے کا معمول ہے جسے "غلیان کشی" سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

"دینے والا ہاتھ لینے والے ہاتھ سے کہیں زیادہ بہتر ہے" کی صحیح تعبیر ایرانی سماج میں ملتی ہے۔ بھولے سے بھی کہیں کوئی بھکاری نظر نہیں آتا ہے۔ چنانچہ بھیک مانگنے کی لعنت سے چھٹکارا پانے کی غرض سے یتیموں، محتاجوں، بیکسوں، مسافروں اور

بیواؤں کے حق میں مدد بہم پہنچانے کی غرض سے عام جگہوں کے علاوہ بسوں وغیرہ میں بھی خیراتی صندوق نصب کئے گئے ہیں جو صندوق ہائے صدقہ کے عنوان سے جانے جاتے ہیں۔ ایرانی معاشرہ میں خیرات اور صدقہ دینے کا معمول ہے۔ چنانچہ ہر کوئی اپنی مقدور کے مطابق ہر روز کچھ نہ کچھ بطور خیرات اور صدقہ کے ان ہی صندوقوں میں ڈالتا ہے

گل یعنی پھول ایرانی سماج میں نہایت اہمیت کا حامل ہے اور یہ گویا زندگی کا ایک خاص حصہ بن گیا ہے معاشرتی زندگی کے ہر پہلو میں اس کا اثر کسی نہ کسی طرح ضرور دکھائی دیتا ہے۔ ایرانی معاشرہ میں گل فروشی کا کاروبار کرنے کے لئے ایک ایسا طبقہ موجود ہے جو ہر قسم کے پھولوں کا کاروبار پھولوں سے لدی ہوئی اور سجی ہوئی دکانوں کے ذریعے سے کرتے ہیں اس قسم کا کاروبار سڑک کے چوراہوں اور دوسرے عام مقامات پر بھی ہوتا ہے۔

ایرانی معاشرہ میں جو اہمیت گل کو حاصل ہے کم و بیش وہی افادیت سرو کے درخت کو بھی دی جا رہی ہے۔ گل و بلبل اور باغ کے تذکرہ سے فارسی شاعری بھری پڑی ہے۔ سرو کو محبوب کے قد سے تشبیہ دی جاتی ہے اور ایرانی معاشرہ میں اسے بطور علامت کے برتا جاتا ہے۔ سرو کے درخت کو اُگانا ہر ایک ایرانی کا محبوب مشغلہ ہے۔

ایرانی سماج میں سنگل فیملی سسٹم رائج ہے والدین اپنے شادی شدہ بچوں کو آزادانہ اور خود مختارانہ زندگی گذارنے کے لئے خود سے الگ کرتے ہیں۔ شادی کرنے کی کوئی خاص عمر مقرر نہیں ہے البتہ سن بلوغ کو پہنچے ہوئے بچوں کو ازدواجی رشتوں میں باندھنے کو ترجیح حاصل ہے۔ ایرانی معاشرہ میں اجتماعی شادیاں رچانے کا بھی اہتمام موجود ہے چنانچہ ماہ فروری سال ۱۹۹۹ء میں تقریباً ایک ہزار جوڑوں کو اجتماعی طور شادی کے بندھن میں باندھنے کے سلسلے میں ایک تقریب تہران میں منعقد ہوئی۔

جشن نوروز اور جشن مہرگان وغیرہ کا شمار ایران کے قدیم تہواروں میں ہوتا ہے۔ جشن مہرگان نیز دیگر ایسے ہی جشن تو اب تقویم پارینہ کی حیثیت رکھتے ہیں لیکن جشن نوروز

آج بھی ایران میں نہایت تزک و احتشام کے ساتھ منایا جاتا ہے اور اسکا اہتمام لگاتار تیرہ دنوں تک کیا جاتا ہے ایران میں اسلامی انقلاب برپا ہونے کے بعد سے جشن دہ فجر دوسرا بڑا جشن ہے جو دس دنوں تک منایا جاتا ہے۔ اس جشن نے ایرانی معاشرہ میں ایک تہوار کی حیثیت اختیار کر لی ہے۔ "دہ فجر" یعنی دس نورانی صبحوں کا اطلاق عموماً امام خمینیؒ کی وطن واپسی سے لیکر ملک میں اسلامی حکومت کے قیام کے دن تک ہوتا ہے ان ایام میں ملک میں مختلف سیمناروں، کانفرنسوں، سیمپوزیموں اور جشنوں وغیرہ کا اہتمام بڑے پیمانے پر کیا جاتا ہے۔ شہروں اور گاؤں میں سرکاری اور نجی عمارتوں، میدانوں، شاہراہوں وغیرہ کو بجلی کے قمقموں سے روشن کیا جاتا ہے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ گویا ہر طرف سے روشنی کا سیلاب امڈ آیا ہے۔ لوگ شہداء کی قبروں پر گلباری کرتے ہیں اور فاتحہ خوانی کیساتھ ساتھ نذر و نیاز تقسیم کیا جاتا ہے۔ سڑکوں، چوراہوں پر قد آدم بڑی بڑی تختیاں نصب کی جاتی ہیں جن پر مختلف انقلابی رہنماؤں کے پیغامات نیز شہداء کے اقوال درج ہوتے ہیں۔

جشن دہ فجر کے مبارک موقعہ پر کاروباری حلقوں کی طرف سے مختلف چیزوں پر خصوصی رعایت دی جاتی ہے لہٰذا لوگ ان ایام میں مختلف چیزیں کو خریدتے ہیں۔

دہ فجر کے آخری روز یعنی ۲۲ ماہ بہمن یا ۱۱ ماہ فروری کو ہر سال خاص و عام سڑکوں پر نکل آتے ہیں اور انقلاب کے حق میں اپنی حمایت جتاتے ہیں چنانچہ اس عوامی مظاہرہ کو "راہ پیمائی" کا نام دیا گیا ہے۔ لوگ مختلف ٹولیوں کی شکل میں راہ چلتے ہوئے انقلاب کے حق میں نعرے بلند کرتے ہیں اور انقلاب دشمن قوتوں کے خلاف نفرت کا اظہار کیا جاتا ہے۔ اپنی قسم کا سب سے بڑا عوامی مظاہرہ تہران میں منعقد کیا جاتا ہے لوگ، جن میں بچے، بوڑھے مرد و زن سبھی شامل ہوتے ہیں، کئی کلومیٹر کا راستہ پیدل طے کرتے ہوئے آزادی مینار پر حاضری دیتے ہیں۔ جہاں ایک بڑا عوامی اجتماع منعقد کیا جاتا ہے جس سے ملک کے قائدین خطاب کرتے ہیں۔

Scanned with Oken Scanner

شیخ سعدی شیرازی گلستان میں ایک حکایت کے ضمن میں کہہ گئے ہیں کہ علم پیغمبروں کی میراث ہے اور مال فرعون کی۔ پیغمبروں کی اسی میراث کو پانے کی غرض سے ایرانی لوگ ابتداء سے ہی کوشاں ہیں اور علم کے ہر شعبہ میں وافر مقدار میں علمی ذخائر مہیا کئے ہیں۔ شعر و ادب، فلسفہ، تفسیر، منطق، علم کلام، فقہ، حدیث، اخلاقیات، الہیات، طب، نجوم، ریاضی وغیرہ غرضیکہ علم کے بحر بیکراں میں غوطہ زن ہو کر ایسے درہائے شہوار کھنگال کر نکال لائے جنہوں نے دنیا کی آنکھیں خیرہ کیں۔ ایسی شاہکار تصانیف معرض وجود میں آئیں جو دوسروں کے لئے نقش یا ثابت ہوئیں ایسے سدا بہار باغ آراستہ کئے جن پر زمانہ کی آندھیاں کسی قسم کی افسردگی نہیں لاسکیں۔ گلستان میں موجود شیخ سعدی کے درج ذیل اشعار شاید ہماری بات کا احاطہ کرنے کے لئے کافی ہیں۔

بچہ کار آیدت ز گل طبقی	از گلستان من ببر ورقی
گل ہمیں پنج روز و شش باشد	ویں گلستان ہمیشہ خوش باشد

اپنے اسلاف کی پیروی میں "اُطلبوا العلم فریضۃ علی کلِّ مُسلم و مُسلمۃ" کی حدیث مبارکہ کے حقیقی خواب کو شرمندۂ تعبیر کرنے کی غرض سے جدید ایرانی معاشرہ میں ہر ایرانی اس راہ پر گامزن ہے۔ شاید یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ ایرانی سماج میں علم کا حقیقی حصول ایسا سرایت کر گیا ہے کہ انکی خوشحالی ترقی اور کامیابی کا راز اسی تعلیم و تعلم کے پہلو میں مضمر ہے۔

ایران میں مدرسوں کو قائم کرنے کی اپنی ایک تاریخ رہی ہے یہ تاریخ جدید ایرانی معاشرہ میں بھی اپنی تاریخ آپ دھرا رہی ہے چنانچہ ملک میں روایتی مدارس اور حوزہ ہائے علمیہ کا ایک جال بچھایا گیا ہے جہاں روایتی علوم کو جدید تقاضوں سے منطبق کرنے کی بھرپور کوششیں کیجا رہی ہیں۔ ایران کا اسلامی انقلاب ان ہی مدارس کا رہین منت رہا ہے اور نظریہ انقلاب کا تانا بانا ان ہی مدارس میں بُنا گیا چنانچہ بانی انقلاب اسلامی امام خمینیؒ نیز دیگر مفکرین کے انقلابی نظریات کا سرچشمہ یہی مدارس رہے ہیں۔

موجودہ دور سائنس اور ٹیکنالوجی کا زمانہ ہے ایران بھی دوسرے ملکوں کے ہمدوش جدید سائنسی علوم اور نوین ٹیکنالوجی کے حصول کے لئے کوشاں ہے چنانچہ اسوقت ملک میں علم کے بعض شعبوں سے متعلق کچھ خصوصی اعلیٰ تعلیمی ادارے موجود ہیں۔ اگرچہ ایرانی قوم کو جدید علوم و فنون کے زیور سے آراستہ کرنے کے لئے قاچاری دور کے آخر سے ہی کوششیں شروع کی گئی تھیں اور وقت گذرنے کیساتھ ساتھ ان کوششوں میں مزید اضافہ ہوا۔ لیکن ایران میں اسلامی انقلاب بپا ہونے کے بعد سے تعلیم کے شعبہ میں گویا ایک انقلاب رونما ہوا۔ ایک اندازے کے مطابق ایران میں انقلاب سے قبل پورے ملک میں چھ سال تک کی عمر کے بچوں میں ۵۲.۵ فیصدی ان پڑھ تھے لیکن اب ملک کی آبادی دوگنی ہونے کی صورت میں ناخواندگی کی شرح میں ٪ ۲۰ کی کمی واقع ہوئی ہے۔

ایران کے پورے تعلیمی نظام کو یہاں زیر بحث لانا ممکن نہیں۔ البتہ اتنا کہنا کافی ہوگا کہ یہاں تعلیم کا حصول اور اسکو جاری رکھنا ہر ایک کے بس میں نہیں۔ یہاں ڈگری کو فوقیت دینے کے بجائے ڈگری کے اصل ہونے کو ترجیح حاصل ہے۔ اسی بات کے پیش نظر سال ۹۷-۱۹۹۶ء اور سال ۹۹-۱۹۹۸ء میں عالمی سطح پر منعقد ہونے والے علمی مقابلوں میں ایرانی طلباء نے کیمسٹری اور ریاضی میں پہلی اور فزیکس میں تیسری پوزیشن حاصل کی۔

ہر ایک متمدن قوم کی ترقی کا عمل کتب خانوں سے مربوط ہے۔ کسی قوم یا ملک کی ترقی کا اندازہ اسی پیمانہ سے لگایا جاتا ہے۔ ایران میں کتب خانوں کے قیام کا عمل از قدیم موجود ہے اور اسی شاندار روایت کو برقرار رکھنے کیلئے ملک میں ہر جگہ کتب خانوں کا جال بچھایا گیا ہے کتب خانہ ملک تہران، کتب خانہ آستان قدس رضوی مشہد اور کتب خانہ آیت اللہ نجفی وغیرہ خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔ ایران میں اپنی قسم کے یہ عظیم کتب خانے ساری دنیا میں مشہور ہیں۔ کتب خانوں کا یہ عمل نہ صرف ملک کے تعلیمی اداروں تک ہی مختص رکھا گیا ہے بلکہ اسے مسجدوں اور دیگر مقدس مقامات پر

بھی منطبق کیا گیا ہے جدید ایرانی معاشرہ میں کتب بینی کو بڑی اہمیت حاصل ہے ہر ایرانی کتب بینی کا ذوق رکھتا ہے ملک میں آئے دن ہزاروں کی تعداد میں کتابیں چھپتی ہیں اور ہاتھوں ہاتھ بکتی ہیں۔ قیمت کے لحاظ سے سستی لیکن چھپائی میں عمدہ اور دیدہ زیب ہیں۔ کتابوں نیز دیگر جرائد و رسائل کے چھپنے کی اطلاع ہفتہ وار، ماہوار اور سالناموں کی صورت میں چھپنے والے رسائل کے ذریعے عوام تک پہنچائی جاتی ہے ایک جائزہ سے پتہ چلتا ہے کہ ملک میں سال ۱۹۹۸ء میں چھپنے والی مطبوعات کی کل تعداد ۱۰۶۴ تھی۔ یہ تعداد اخبارات کے علاوہ ہے ان مطبوعات کے اعداد و شمار اسطرح سے ہیں۔ ان میں سے سیاسی نوعیت کے ۱۰۵، اقتصادی لحاظ کے ۹۷، فرہنگ و تمدن سے متعلق ۵۰۲، علمی لحاظ کے ۲۷۸، عورتوں اور بچوں سے تعلق رکھنے والے رسائل کی تعداد بالترتیب ۱۳ اور ۳۲ ہے۔

ایران میں ہر ایک شخص کے لئے فوجی تربیت کا حصول لازمی ہے ایرانی معاشرہ میں بعض لوگ "سرباز" کے نام سے جانے جاتے ہیں جو عموماً نوجوان ہوتے ہیں۔ انہیں لازمی فوجی تربیت دینے کے بعد قانون نافذ کرنے والے اداروں کی مدد بہم پہنچانے کی غرض سے انکی تحویل میں دیا جاتا ہے یہ لوگ زیادہ پڑھے لکھے نہیں ہوتے ہیں اور سماج میں انکی کوئی خاص وقعت بھی نہیں ہوتی ہے ایران میں اسلامی انقلاب برپا ہونے کے بعد بسیجی اور پاسداران جیسے انقلابی محافظ دستوں کو تشکیل دیا گیا۔ انکی خدمات خصوصی موقعوں پر حاصل کی جاتی ہیں۔

ہر ایک سماج میں عورت کی اپنی ایک حیثیت رہی ہے اور اسکا اپنا ایک منفرد مقام بھی۔ عصر حاضر کے ایرانی معاشرہ میں ایک عورت مردوں کے مقابلے میں زیادہ با اختیار اور آزاد ہے۔ اُسے وہ تمام حقوق حاصل ہیں جو اُسے اسلام نے دیئے ہیں جدید ایرانی معاشرہ میں عورت، مرد سے کسی طرح خائف نہیں ہے بلکہ وہ اس پر اپنی برتری جتاتی ہے۔ ایک شادی شدہ عورت کا زندگی کے مختلف شعبوں میں اسکا عملی شرکت سے اُسکا قافیہ حیات تنگ

Scanned with Oken Scanner

نہیں ہوتا ہے۔ بچوں کی پرورش اور نگہداشت اس کے لئے کوئی بڑا مسئلہ کھڑا نہیں کرتی ہے چونکہ کسی بھی عہدہ پر کام کرنے والی کوئی بھی عورت اپنے بچے کی دیکھ بھال وقتی طور بچوں کے نگہداشت کے مرکز کے ذریعہ سے کروا سکتی ہے۔ جسے ایران میں مہد کودک کے نام سے جانا جاتا ہے ایسے مرکزوں کا انتظام تقریباً ہر ادارہ میں موجود ہے۔

ایران میں اسلامی انقلاب برپا ہونے کے بعد سے ملک میں عورتوں کی تعلیم کی طرف خصوصی توجہ دی گئی ہے چنانچہ اسلامی انقلاب سے فقط دو سال پہلے ملک میں چھ سال سے اوپر عمر رکھنے والی لڑکیوں میں صرف ۳۵.۵ فیصدی لڑکیاں پڑھی لکھی تھیں۔ لیکن پچھلے بیس بائیس سالوں میں یہ تعداد ٪۷۵ تک بڑھ گئی ہے۔ یہ بڑھاوا دیہاتی علاقوں میں ترقی کی حدوں کو پار کر گیا ہے۔

جدید ایرانی معاشرہ میں دین سے سیاست کو جدا سمجھنے کی بھرپور تکذیب ملتی ہے۔ چنانچہ انہیں ایک دوسرے کے ساتھ منطبق کیا گیا ہے۔ عصر حاضر کے ایک مفکر اور شاعر مشرق علامہ اقبالؒ دین سے سیاست کو الگ رکھنے والوں کے مضر اثرات کو بھانپ گئے تھے اور اسے چنگیزیت کے مترادف قرار دیا تھا بانی انقلاب اسلامی امام خمینیؒ نے اقبالؒ کے اسی اسلامی نظریہ کی عملی تعبیر ایران میں اسلامی حکومت کو قائم کر کے پیش کی۔ نابغۂ روزگار اور وحید العصر امام خمینیؒ خود ایک بلند پایہ عالم دین، مفکر مجتہد العصر تھے۔ ایران میں اسلامی حکومت کا تانا بانا ان ہی کی کاوشوں کا ثمر ہے اگرچہ ان سے پہلے بھی ایران میں علمائے دین جنہیں جدید اصطلاح میں روحانیوں کے نام سے جانا جاتا ہے اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہوئے بغیر نہ رہ سکے اور استبدادی حکمرانوں کے عوام کش فیصلوں کے رد عمل کے نتیجے میں پامردی کے ساتھ اپنے تاریخ ساز فتاویٰ صادر فرماتے رہے۔ ایران میں اسلامی حکومت کے قیام کے بعد سے علمائے دین جنہیں بعض ناعاقبت اندیش فقط فقہی مسائل سے آگہی اور نجس و طہارت میں مقید سمجھتے ہیں، نے دینی مسائل میں اپنی بھرپور مہارت کیساتھ ساتھ اپنی سیاسی

Scanned with Oken Scanner

بصیرت، تدبّر اور سوجھ بوجھ کا عملی مظاہرہ پیش کیا۔ موجودہ ایرانی سماج میں انکی ذمہ داریاں
پہلے کے مقابلے میں کافی بڑھ گئی ہیں۔

سماج کے ایک فرد کی حیثیت سے شاعر اور ادیب اپنے معاشرہ میں زندگی بسر کرتا ہے وہ اپنے سماج اور گرد و پیش کے حالات و واقعات کا مشاہدہ کرتا رہتا ہے ان سے چشم پوشی کئے بناء انہیں بہ نظر غائر مطالعہ کرتا ہے اور بسا اوقات انہیں اپنا موضوع سخن بناتا ہے۔ دنیا میں رونما ہونے والے کئی اہم انقلابات ان ہی فنکاروں کے نوک قلم کا رہین منت رہے ہیں۔ ایران میں اسلامی انقلاب بپا کرنے میں بھی دانشور طبقہ سماج کے ایک ذمہ دار فرد کی حیثیت سے اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ برا ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔ آج ایران میں اسلامی انقلاب بپا ہوئے پورے بائیس سال گذر گئے۔ اس عرصہ میں ایران کو پورے آٹھ سال جنگ کی صعوبتیں جھیلنی پڑیں اور لاکھوں افراد موت کی آغوش میں چلے گئے دورِ حاضر میں جو فارسی ادب ایران میں ظہور پذیر ہو رہا ہے وہ زیادہ تر انقلاب، جنگ شہید و شہادت، کربلا نیز عاشورا جیسے موضوعات سے پُر ہے۔ علاوہ ازین دیگر سیاسی سماجی، اقتصادی اور فلسفیانہ مسائل بھی موضوع سخن کے طور پر برتے جاتے ہیں۔ موضوعات کی تبدیلی کیساتھ ساتھ شعری قالب کے رُخ پر بھی بدلاؤ کے آثار دکھائی دینے لگے۔ آج بھی ایران میں شعر سپید، شعر آزاد، منظوم نثر کی ہیئت شاعری برتی جاتی ہے لیکن زیادہ تر غزل، قصیدہ اور مثنوی کے قالب کو ہی استعمال کیا جاتا ہے اور اس طرح شاعری میں دوسرا ادبی بازگشت رونما ہوا۔ نثر میں ناول ڈرامہ، افسانہ اور داستان نویسی کو قبول عام حاصل ہے جلال آل احمد، محسن مخمل باف، حسن احمدی، اکبر خلیلی، احمد محمود، ناصر ایرانی، نادر ابراہیمی، محمود گلاب درہ وغیرہ عہد حاضر کے ایرانی نثر نویسوں میں شمار ہوتے ہیں۔ نصر اللہ مردانی، قیصر امین پور خانم طاہر صفار زادہ، قادر طہاسبی، علی موسوی گرمارودی، علی معلم، احمد عزیزی وغیرہ کا

شمار آجکل کے نمائندہ فارسی شعراء میں ہوتا ہے۔

اپنے شاندار ثقافتی ورثہ اور تمدنی روایت کا تحفظ ہر ایرانی کا نصب العین رہا ہے یہ کہنا شاید بے جا نہ ہوگا کہ یہی بات اسے قومی حمیت اور ملی غیرت پر ابھارتی ہے اور وہ اپنے قوم کے تئیں حق وفاداری ادا کرتا رہتا ہے چنانچہ ہر ایرانی ملی جذبہ سے سرشار ہے اور قوم پرستی اس میں کوٹ کوٹ کر بھری ہے اسی بات کو مدنظر رکھتے ہوئے ایران کے ایک عظیم حماسہ سرا شاعر فردوسی تقریباً ایک ہزار سال قبل کہہ گئے ہیں:

چو ایران نباشد تنِ من مباد

بدیں بوم و بر زندہ یک تن مباد

یہ شعر آج بھی اسی دم خم کے ساتھ ہر ایرانی کے تحت شعور میں موجزن اور اپنی ساخت برقرار رکھے ہوئے ہے۔

ایران کی صنایع دستی میں کاشی کاری، نقاشی اور قالین بافی کی صنعت کو کافی اہمیت حاصل ہے ایرانی معاشرہ میں لوگوں کی معاشی اور اقتصادی حالت کا انحصار ان ہی صنعتوں سے وابستہ ہے۔ ایرانی قالین بافی کی دھوم ساری دنیا میں ہے اور یہ صنعت ایرانی سماج میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے اور سماج کا ایک جز و لاینفک بن گئی ہے۔

جدید ایرانی معاشرہ میں سینما اپنا اثر رسوخ پہلے ہی حاصل کر چکا ہے اور ملک میں اسلامی انقلاب بپا ہونے سے قبل ایرانی سینما محض فحاشی کی ترویج الا دیگر فساد و جرائم کی ایجاد کا آلۂ کار بن گیا تھا جس سے ایرانی تمدن اور فرہنگ کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کی از حد سعی کی گئی اور ملک میں گنتی کے چند ہی ایسے فلمساز تھے جو ایرانی ہنر اور فرہنگ کو بچانے میں مصروف عمل رہے۔ چنانچہ اسلامی انقلاب کی کامیابی کے بعد سے ایسے فلمسازوں نے کھلے دل و دماغ سے اور اپنے دامن کو آلودہ کئے بناء ہی سینما کی خدمت

جاری رکھی اور سینما کو ابتذال کے دلدل سے باہر نکال لائے۔ اسے ایرانی ہنر نیز فرہنگ و تمدن اور معنویت سے ہم آہنگ بنایا۔ چنانچہ حکومت نے ایرانی سینما کو صحت مند طریقے پر چالو رکھنے کیلئے فلم سے متعلق بعض شعبوں کا قیام عمل میں لایا۔ فروری سال ۱۹۹۷ء میں فجر فلم فیسٹول کے موقعہ پر دکھائی جانے والی فلموں میں ایک بین الاقوامی انعام یافتہ فلم بنام "رنگ خدا" ایران کے بعض سینما گھروں میں دکھائی گئی۔ ایک بچہ پر فلمائی گئی یہ آرٹ فلم ایرانی ہنر و تمدن کی بھر پور عکاس ہے اسی طرح سے سال ۱۹۹۸ء میں مجید مجیدی کی بنائی فلم 'بچہ ہای آسمان' کو بھی پہلی بار منتخب فلموں کے عنوان سے OSCAR فلم ایوارڈ سے نوازا گیا ہے۔

ایرانی معاشرہ میں جہاں سینما کو عمل دخل حاصل ہے وہاں لوگ اپنے قدیم ورثہ تھیٹر کو بھی نہیں بھولے ہیں چنانچہ ایران میں اسلامی انقلاب بپا ہونے کے سالوں بعد خاص کر آخری چند سالوں میں تھیٹر نے پہلے کے مقابلے میں سب سے زیادہ مثبت اور با اثر مفہوم پیدا کر لیا ہے۔ چنانچہ تھیٹر ایک فرہنگ ساز ہنر کے طور پر ملک کے مقامات اور دیگر مسؤلین کے لئے مورد توجہ بن گیا ہے اور اب تک کل سترہ فجر تھیٹر میلوں کا انعقاد کیا گیا ہے اس طرح سے ہنرمندوں کے لئے اس امکان کو بڑھاوا ملا کہ وہ ہر سال اپنے فن کا بھرپور مظاہرہ کر کے عوامی عدالت میں اپنا داد حاصل کرتے ہیں۔ بین الاقوامی سطح پر بھی ایرانی تھیٹر کو جائز مقام ملا ہے۔ چنانچہ فرانس میں منعقدہ ایک تھیٹر میلہ میں ایرانی تھیٹر نے شرکت کی۔ جہاں اس نے اپنی اہمیت کو دنیا کے سامنے اجاگر کیا۔ ملکی سطح پر بھی، بین الاقوامی تھیٹر میلوں کا انعقاد کیا جاتا ہے چنانچہ "عروسکی" نام کا ڈرامہ میلہ ہر دو سال بعد ایک بار منعقد ہوتا ہے جسے دیکھنے کے لئے بعض ملکوں کے فنکار ایران کا رُخ کرتے ہیں اور اس شعبہ سے تعلق رکھنے والے فنکاروں کو نزدیک سے دیکھتے ہیں اور عروسکی ڈرامہ کے تازہ ترین تحولات و تغیرات سے بخوبی

واقف ہو جاتے ہیں۔

ایک ایرانی موسیقی اور رقص و سرود کا آج بھی اسی طرح دلدادہ ہے جس طرح پہلے تھا۔ وہ فرصت کے لمحات میں اپنا دل بہلانے کے لئے موسیقی کا سہارا لیتا ہے اور اپنے اس موروثی فن کا مظاہرہ کرتا ہے جہاں اس فن کا مظاہرہ کرنے کیلئے ایرانی فنکار جدید آلات کا استعمال کرتے ہیں وہیں اپنے روایتی ساز و سامان کو بھی کام میں لاتے ہیں۔ ماہ فروری سال ۱۹۹۹ء میں تہران کے مختلف بڑے بڑے ہالوں اور تھیٹروں میں پندرہویں موسیقی فیسٹول کا انعقاد کیا گیا جو کئی روز تک جاری رہا جس میں ایران اور ہمسایہ ملکوں تاجکستان، ارمنستان وغیرہ سے آئے ہوئے فنکاروں نے روایتی موسیقی اور رقص و سرود کا مظاہرہ روایتی انداز میں کیا۔ آج بھی سنتی قہوہ خانوں میں فنکار شاہنامہ خوانی کیساتھ ساتھ جدید آلات سے فن موسیقی کا مظاہرہ کر کے داد تحسین حاصل کرتے ہیں

ملک ایران میں آٹھ سالہ جنگ کے خاتمہ کے ساتھ ہی فن موسیقی کی طرف خصوصی توجہ دی گئی چنانچہ خوش آوازی اور خوش آہنگی کی جانب توجہ مبذول کراتے ہوئے سنتی یا روایتی اور جدید طرز کے گانے والوں کو باہم ملایا گیا۔ علاقائی، فوکلور اور دوسری اقسام کی موسیقی کو بھی بروئے کار لایا گیا۔ ایک اندازہ کے مطابق اس وقت ملک میں تقریباً ایک سو موسیقی کی کمپنیاں مصروف عمل ہیں۔ ایرانی موسیقی اور موسیقی دانوں کو دنیا سے متعارف کرانے کی غرض سے کلچرل ایکسچینج پروگرام کو عملایا جارہا ہے چنانچہ حال ہی میں لندن میں منعقدہ موسیقی کے ایک فیسٹول میں ایران کی عارف نام کی موسیقی کی ایک جماعت نے پہلا مقام حاصل کیا۔ فجر موسیقی فیسٹول کے ذیل میں موسیقی کے ایک الگ شعبہ کو قائم کیا گیا ہے۔

جس طرح جدید ایرانی معاشرہ میں فن موسیقی کیساتھ الفت برتی جاتی ہے وہیں ہر ایرانی دیگر ہنر و فنون مثلاً مجسمہ سازی، معماری، نقاشی، خطاطی اور کاشی کاری

وغیرہ جیسے شاندار ثقافتی ورثہ کو سدا بہار دیکھنا چاہتا ہے چنانچہ اسی بات کے پیش نظر اپنے قدیم ورثہ مجسمہ سازی کو جدید تقاضوں سے منطبق کرنے کے لئے ملک میں مختلف نمائشوں کا انعقاد کیا جاتا ہے۔

فن معماری میں ایران کا اپنا ایک منفرد مقام رہا ہے اور یہ فن ساری دنیا میں اپنا لوہا منوا چکا ہے ایرانی فن تعمیر میں نقاشی، خطاطی، شیشہ سازی اور چوب کاری وغیرہ کو خاص عمل دخل رہا ہے موجودہ دور میں جہاں فن تعمیر کے سلسلے میں جدت لائی جارہی ہے وہیں فن معماری کے قدیم اسالیب کو بھی برتا جارہا ہے چنانچہ اسی قسم کا شاہکار نمونہ امام خمینیؒ کے روضہ اقدس کی صورت میں ابھر کر سامنے آرہا ہے۔

ایران میں آجکل بڑے بڑے شہروں میں چند منزلہ عمارات کو تعمیر کرنے کا کام سرعت اور شد و مد سے جاری ہے ان عمارات کو تعمیر کرنے کے لئے پہلے لوہے کے بنے ہوئے بڑے بڑے فریم نصب کئے جاتے ہیں پھر انہی انداز میں ٹائیلوں کی صورت میں بنی ہوئی کھوکھلی پختہ اینٹوں کو کام میں لایا جارہا ہے۔ ایرانی لوگ انفرادی حیثیت سے بھی اپنا گھر تعمیر کرتے ہیں۔ اونچی اونچی دیواروں سے گھرے ہوئے ایرانیوں کے گھر بہت ہی خوبصورت اور سجے ہوئے ہوتے ہیں جنکا اپنا ایک الگ صحن ہوتا ہے۔ گھروں کے دروازے عموماً بند رہتے ہیں۔ جو کسی کے آمد پر اذن دخول حاصل ہونے پر ہی کھلتے ہیں۔ عموماً گھروں کے اندر عمدہ اور نفیس قالین بچھے ہوئے ہوتے ہیں اور دیگر جدید ساز و سامان بھی ایرانیوں کے گھروں میں پایا جاتا ہے۔ گاؤں میں لوگ پختہ اینٹوں کے بنے ہوئے گھروں میں بسر اوقات کرتے ہیں۔ انکے فن تعمیر پر قدیم طرز کی چھاپ دکھائی دینے کیساتھ ساتھ جدید تقاضوں کا رنگ بھی پایا جاتا ہے۔

Scanned with Oken Scanner